مولانا محمد اکرم مدنی
مدرس جامعہ سلفیہ

ترجمة القرآن

انسان کی گمراہی کے اسباب/غرور وتکبر (3)

﴿تلک الدار الآخرة نجعلها للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا والعاقبة للمتقین﴾ (القصص:۸۳)''(اللہ تعالیٰ نے فرمایا) یہ آخرت کا گھر ہم انھیں لوگوں کے لیے خاص کرتے ہیں' جو دنیا میں نہ تو بڑائی چاہتے ہیں اور نہ فساد اور اچھا انجام پرہیزگاروں کے لیے ہے۔

قارئین کرام! مذکورہ بالا آیت میں لفظ''علوّ'' کا مطلب ہے ظلم وزیادتی۔ لوگوں سے اپنے آپ کو بڑا اور برتر سمجھنا اور باور کرانا' تکبر اور فخر وغرور کرنا اور فساد کے معنی ہیں ناحق لوگوں کا مال ہتھیانا یا نافرمانیوں کا ارتکاب کرنا کہ ان دونوں باتوں سے زمین میں فساد پھیلتا ہے۔ فرمایا کہ متقین کا عمل و اخلاق ان برائیوں اور کوتاہیوں سے پاک وصاف ہوتا ہے۔ تکبر کے بجائے ان کے اندر تواضع' فروتنی اور معصیت کیشی کے بجائے اطاعت کیشی ہوتی ہے اور آخرت کا گھر یعنی جنت اور حسن انجام انہی کے حصہ میں آئے گا۔ قارئین کرام! قرآن حکیم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ قوموں کی گمراہی کے اسباب میں سے ایک سبب حق کے سامنے ان کا غرور اور تکبر بھی تھا۔ قرآن مجید میں اس سبب ضلالت کو بار بار لوگوں کے سامنے پیش کیا گیا تا کہ ان کا اپنا غرور بھی ٹوٹے جو قبول حق میں مانع ہو رہا تھا اور ان بہت سے علمبرداران ضلالت کی گمراہی کے اصل سبب سے بھی وہ واقف ہو جائیں جو ان کے اندر اپنے زمانے میں یا ان سے پہلے گزرے ہوئے زمانے میں حق کا راستہ روکنے والے تھے۔ مثال کے طور پر سورۃ المومن میں یہ واقعہ بیان کیا گیا کہ جب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا ارادہ ظاہر کیا تو اِسی کے اہل دربار میں سے ایک حق پسند آدمی نے بڑے دردمندانہ اور خیرخواہانہ انداز میں نہایت مدلل طریقے سے اس کو سمجھانے اور غلط رویہ چھوڑ کر راست روی اختیار کرنے کی تلقین کی۔ مگر اس نے ان باتوں کا کوئی اثر نہ لیا اور اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہا۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا گیا ﴿کذلک یطبعهم الله علی کل قلب متکبر جبار﴾ (۳۵)''اللہ تعالیٰ اسی طرح ہر ایک مغرور اور سرکش کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔ یعنی تکبر اور جباریت کی ہوا جس دل میں بھر جاتی ہے پھر اس کے دروازے ہر کلمہ نصیحت اور ہر قول حق کے لیے بند ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پھر اس پر لعنت کی ایسی مہر لگا دیتا ہے کہ خواہ کوئی اسے راہِ راست پر لانے کی کتنی ہی کوشش کرے وہ کسی طرح سیدھا نہیں ہوتا۔ اسی طرح سورۃ نوح میں حضرت نوح علیہ السلام کا یہ قول نقل کیا گیا ہے ﴿قال رب انی دعوت قومی لیلا ونهارا فلم یزدهم دعآءی الا فرارا وانی کلما دعوتهم لتغفر لهم جعلوا اصابعهم فی آذانهم واستغشوا ثیابهم واصروا واستکبروا استکبارا﴾ (۵-۶-۷) کہ اے میرے رب میں نے اپنی قوم کے لوگوں کو شب وروز (راہ حق کی طرف آنے کے لیے) پکارا۔ مگر میری پکار نے ان کے فرار میں اضافہ کیا اور جب بھی میں نے ان کو دعوت دی تا کہ تو انھیں معاف کر دے تو انھوں نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں اور اپنے کپڑوں سے منہ ڈھانک لیے اور اپنی روش پر اڑ گئے اور بڑا تکبر کیا۔

سورۃ مدثر میں خود مکہ کے ایک سردار کا کردار پیش کیا گیا جس نے قریش کے سرداروں سے صاف صاف کہا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو تم الزامات لگاتے ہو وہ سب جھوٹے ہیں اور قرآن ایک ایسا کلام ہے جس میں بڑی حلاوت ہے' اس کی جڑ بڑی گہری ہے اور اس کی ڈالیاں بڑی ثمردار ہیں۔ مگر جب اس کے سامنے یہ سوال آیا کہ اس رسول اور اس کلام کو حق مان کر اپنی سرداری کھو بیٹھوں یا اس پر جھوٹا الزام لگا کر اپنی سرداری بچالوں تو اس نے دوسری چیز کو ترجیح دی اور اپنے ضمیر سے لڑ کر آخر کار ایک الزام گھڑ ڈالا جسے اس کا دل خود جانتا تھا کہ وہ محض اپنی بڑائی قائم رکھنے کے لیے ایک صریح جھوٹ گھڑ رہا ہے' قرآن حکیم نے اس کی یہ تصویر پیش کر کے اسے بالکل بے نقاب کر دیا ﴿وانه فکر وقدّر فقتل کیف قدّر ثم قتل کیف قدّر ثم نظر ثم عبس و بسر ثم ادبر واستکبر﴾ (۱۸ تا ۲۲) اس نے سوچا اور کچھ بات بنانے کی کوشش کی تو خدا کی مار اس پر۔ کیسے بات بنانے کی کوشش کی۔ ہاں خدا کی مار اس پر۔ کیسی بات بنانے کی کوشش کی پھر لوگوں کی طرف دیکھا' پھر پیشانی سکیڑی اور منہ بنایا' پھر پلٹا اور تکبر میں پڑ گیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں غرور اور تکبر سے بچائے اور حق کے سامنے جھک جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

ترجمة الحديث

علم کی فضیلت

((عن ابی امامة رضی الله عنه ان رسول اللهﷺ قال فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم ثم قال رسول اللهﷺ ان الله وملائکته واهل السماوات والارض حتی النملة فی جحرها وحتی الحوت لیصلون علی معلمی الناس الخیر (رواہ الترمذی وقال حدیث حسن (ابواب العلم) حضرت ابوامامۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عابد پر عالم کی فضیلت ایسے ہی ہے جیسے میری فضیلت تمھارے ایک ادنیٰ آدمی پر۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ اس کے فرشتے اور آسمان وزمین کی مخلوق' حتیٰ کہ چیونٹی اپنے بل میں اور مچھلی تک (پانی میں) لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دینے والوں پر (اپنے اپنے انداز میں) رحمت بھیجتی اور دعائیں کرتی ہیں۔

تشریح: مذکورہ حدیث میں عالم سے مراد قرآن وحدیث کا عالم جو فرائض وسنن کی پابندی کے ساتھ تعلیم وتعلم اور درس وتدریس میں مصروف رہتا ہے اور عابد سے مراد وہ شخص ہے جو اپنا زیادہ وقت عبادتِ الٰہی میں گزارتا ہے۔ اس کے نوافل اور کثرت ذکر کا فائدہ چونکہ اس کی اپنی ذات تک محدود رہتا ہے جبکہ عالم کے علم کا فیض دوسرے لوگوں تک بھی پہنچتا ہے۔ اس لیے وہ عابد پر بہت زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ اسی فضیلت کی بناء پر اللہ تعالیٰ علماء دین پر رحمت بھیجتا ہے۔ جبکہ فرشتے اور دیگر مخلوقات ان کے حق میں دعائے مغفرت اور خیر کی دعائیں کرتے ہیں۔

علم کی فضیلت کے بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا((من سلک طریقا یلتمس فیه علما سهل الله له طریقا الی الجنة)) کہ جو شخص علم (دین) کی تلاش میں کسی راستے پر چلے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الذکر والدعا) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں طلب علم کو جہاد فی سبیل اللہ کے برابر قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ فرماتے ہیں((قال رسول اللهﷺ امن خرج فی طلب العلم کان فی سبیل الله حق یرجع)) (ترمذی ابواب العلم) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص علم کی جستجو میں نکلتا ہے تو واپس آنے تک اللہ کی راہ میں (شمار) ہوگا۔

لیکن یہ فضیلت ایک شرط کے ساتھ مشروط ہے۔ وہ یہ ہے کہ طالب علم/علم کی جستجو اور طلب صرف اللہ کی رضاء کے لیے کرے۔ وگرنہ یہ علم وبال جان بن جائے گا۔ جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا((من تعلم علما مما بتغی به وجه الله عزوجل لا یتعلمه الا لیصیب عرضا من الدنیا لم یجد عرف الجنة یوم القیامة یعنی ریحها (ابوداؤد کتاب العلم) کہ''جو شخص وہ علم جس سے اللہ کی رضامندی طلب کی جاتی ہے' اس لیے حاصل کرے تا کہ اس کے ذریعہ سے دنیا کا ساز وسامان حاصل کیا جائے تو وہ قیامت کے روز جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔''

مذکورہ بالا احادیث سے جہاں علم کی فضیلت اور علماء کا مقام معلوم ہوتا ہے وہاں یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ یہ مقام تب ہی حاصل ہوگا جب اس علم کا حصول اور درس وتدریس اور تعلیم وتعلم صرف اللہ کی رضاء کے لیے ہو۔ لہذا نئے تعلیمی سال کے آغاز پر اساتذہ کرام اور طلباء عظام کو اللہ رب العزت سے دعا کرنی چاہیے کہ وہ ہمیں صرف اور صرف اپنی خوشنودی اور رضا کے لیے کام کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔